خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح کی کاوشوں کا جائزہ (برصغیر پاک وہند)

A review of the moral and social reform efforts of Khwaja Moinuddin Chishti (sub-Continent)

Dr Umme Salma
Institute of Education and Research
University of The Punjab Lahore
Email: Ummesalma.ier@pu.edu.pk

Abstract

In this article, the efforts of Khawaja Meein Din Chishti to reform the society in the sub-continent will be written Therefore, in connection with the spread of Islam in the subcontinent, the Sufis have purified valuable services, which is a brilliant chapter of the spread of Islam in the history of the subcontinent. He performed services in this regard and played an important role in removing the darkness of Kufr Shirk from this region. When Khwaja Moinuddin Ajmeri Chishti came to the subcontinent, the social and moral condition was worse, but it was the result of his preaching efforts that a great moral and spiritual revolution took place here. Eleventh and twelfth century AD. The social (social, moral) condition of subcontinent. was very much destroyed. He was born in Sistan. You traveled to muslim countries and finally reached sub-continent. After visiting the shrine of Hazrat Ali Hajveri in Lahore, you moved to Ajmer. Raj opposed, he continued the work of dawa and tabligh here and is said to be the founder of the Chishtiya chain, through which millions of people in subcontinent. converted to Islam. Therefore, in relation to the spread of Islam in the subcontinent, the Sufis have valuable services, which is a brilliant chapter in the history of the spread of Islam in the subcontinent. He rendered services in connection with the spread of Islam in this land and played an important role in dispelling the darkness of disbelief and polytheism from this region.

Keywords: subcontinent, Tsawuf, Dawat o Tablig, subcontinent, Chishtiya chain

موضوع کا تعارف:

برصغیر کے مختلف شہر علما و مشائخ کا مسکن بنے اور مسلم تہذیب و ثقافت کے خارجی پیکر میں صوفیانہ روحانیات کے عنصر کا اضافہ ہوا اور اشاعت اسلام کی ایسی صورت پیدا ہوئی جس کی بنیاد انسانی رابطے پر تھی برصغیر کے صوفیاء میں سب سے پہلا نام شیخ صفی الدین گارزونی کا ملتا ہے، جو مشہور صوفی بزرگ خواجہ ابو اسحاق گارزونی کے

مرید اور خواہر زادے تھے وہ 962ء میں پیدا ہوئے، سترہ برس کی عمر میں اچ تشریف لائے اور 1007ء میں فوت ہوئے، ان کے بعد دوسرا بڑا نام حضرت شاہ یوسف گردیزی ملتانی کا ہے، جن کا خاندان بغداد سے گردیز منتقل ہو گیا تھا آپ گردیز میں متولد ہوئے، بہرام شاہ غزنوی کے عہد میں ملتان تشریف لائے، ملتان کی تعمیر نو کے لئے ان کی خدمات کو بہت اہم سمجھا جاتا ہے، بعض روایات کی رو سے موجودہ شہر ملتان حضرت شاہ یوسف گردیز نے ہی تعمیر کروایا تھا آپ نے 547ھ کو وفات پائی آپ کا مقبرہ ملتان میں ہے۔[1] دہلی میں حکومت اسلامی کا قیام اور اس کی توسیع سے مسلمان صوفیوں اور مبلغوں کو ملک کے دوسرے حصوں میں بے خوف و خطر جانے کا موقع ملا لیکن اس سے بھی زیادہ اہم وجہ تاتاریوں کا حملہ تھا جس نے اسلامی دنیا کا نظام درہم برہم کر دیا اور جوق در جوق علما و مشائخ اسلامی ممالک سے جان بچا کر ہندوستان کا رخ کیا اور یہیں مستقل قیام کیا اور یہاں کے لوگوں کو اپنے علم و فضل سے مستفیذ کیا، پاک وہند میں اسلام زیادہ تر صوفیاء کرام نے پھیلایا لیکن ان کا کام ہر ایک میں بلا تفریق ارشاد و ہدایت تھا۔[2]

ہمارے صوفیاء کرام و مشائخ عظامؒ نے بھی مکہ مکرمہ کے دار ارقم اور مدینہ کے صفہ اور مسجد نبوی میں پروان چڑھنے والے جذبہ ایثار، قربانی اور اخوت کو اپنایا اسے زندہ رکھا اور آگے فروغ دیا، اسی جذبہ اخوت اسلامی نے تحریک پاکستان کے لئے قوت محرکہ اور مہمیز کا کا دیا، اہل طریقیت کے عجز و نیاز، تواضع وانکسار اور جذبہ ایثار نے رنگ و نسل کے غرور کو نابود کر کے جذبہ اخوت کو پیدا کیا، وہ جہاں بھی گئے، تمام تفریق و امتیاز ختم کر دیا اور اخلاص عمل اور اپنائیت کو پھیلایا اور لوگوں میں انسانیت سے محبت کے پیغام تقسیم کو فروغ دیا مسلمان درویش ہندوستان میں پر خطر اور دشوار گذار رستوں، سر بفلک پہاڑوں اور لق دق بیابانوں کو طے کر کے ایسے مقامات پر پہنچے جہاں کوئی اسلام اور مسلمان کے نام سے واقف نہ تھا۔[3]

برصغیر میں صوفیا کرام کے سلسلہ کا آغاز:

الغرض برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں صوفیاء کرام نے وہ گراں قدر خدمات سر انجام دیں جو برصغیر کی تاریخ میں اشاعت اسلام کا درخشاں باب ہے، ذیل میں ان معروف صوفیاء کرام کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے برصغیر پاک وہ ہند میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں خدمات سر انجام دیں اور اس خطہ سے کفر شرک کے اندھیروں کو زائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا، لاہور میں قیام پذیر ہونے والے صوفیا میں شیخ اسماعیل لاہوری کو اولیت کی فضیلت ہے وہ وہ غالبا 1005ء میں لاہور آئے، اس زمانے میں لاہور میں مشائخ اور علماء بھی موجود تھے، حضرت سیف الدین (1007م) کا نام بھی ملتا ہے، سب سے اہم نام حضرت علی ہجویریؒ کا ہے جو سلطان مسعود غزنوی کے عہد کے اواخر میں دو ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے آپ نے لاہور کے مضافات میں اشاعت اسلام

میں اہم کردار ادا کیا۔اور ان کے بعد آنے والے صوفیاء کرام نے برصغیر میں اشاعت اسلام اور تربیت و تزکیہ نفس واصلاح اخلاق کا کام سرانجام دیا ان میں ایک نمایاں نام خواجہ معین الدین چشتی کا ملتا ہے،وہ بزرگان دین جنھوں نے اپنے علم و عمل سے گمراہی کے ظلمت کدوں میں نور ہدایت کی شمع فروزاں کر دیں اور اسلام کی کشتی جو کفر کے تلاطم خیز سمندر میں ہچکولے کھا رہی تھی،اسے کنارے لگانے کی سعی کی،ایک اہم نام حضرت خواجہ معین دین چشتی اجمیری کا ہے جنہوں نے تبلیغ دین کا گراں قدر فریضہ سرانجام دے کر برصغیر پاک وہند پر بڑا احسان کیا۔

"آپ سجستان میں 1142ء میں پیدا ہوئے،حضرت خواجہ کے والد بزرگوار کا نام غیاث الدین حسن سنجری تھا جو اپنے زمانے کے متقی اور پرہیز گار مرد تھے"۔[4] آپ نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی،مگر خواجہ صاحب سے کئی تصانیفات منسوب ہیں جن کے نام یہ ہیں "رسالہ وجودیہ،حدیث المعارف،گنج الاسرار،دیوان معین ،رسالہ تصوف منظوم،دلیل العارفین،انیس الارواح"۔[5]

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی برصغیر میں آمد:

"برصغیر پاک وہند میں سلسلہ چشتیہ کی ابتدا کرنے والے پہلے بزرگ خواجہ ابو محمد چشتی قرار دیے جاتے ہیں،لیکن ان کے نام کی تکمیل اور اسلام کی عمومی اشاعت اور اسلامی مرکز ورشد کا قیام اسی سلسلہ عالیہ کے ایک شیخ الشیوخ حضرت معین الدین چشتی اجمیری کے لئے مقرر ہو چکا تھا،آپ سیستان میں پیدا ہوئے۔آپ بلاد اسلامیہ کی سیاحت کرتے ہوئے آخر کار پاک وہند پہنچے،لاہور میں حضرت علی ہجویری کے مزار کی زیارت کرنے کے بعد اجمیر کا رخ کیا،آپ نے رشد وہدایات کا سلسلہ شروع کیا تو وہاں کے ہندو راجہ پرتھوی راج نے مخالفت کی،آپ نے یہاں دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھا اور آپ کو سلسلہ چشتیہ کا بانی کہا جاتا ہے،جس کے ذریعے ہندوستان میں لاکھوں افراد نے اسلام قبول کیا"۔[6]

آپ پنجاب میں مع اپنے ہمراہیوں کے داخل ہوئے اور دریائے راوی کو عبور کیا،لاہور میں آپ نے حضرت شیخ زنجانیؒ سے سے ملاقات کی[7]

برصغیر پاک وہند کے حالات:

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی جس وقت برصغیر پاک وہند میں تشریف لائے اس وقت یہاں سماجی، اخلاقی حالت ابتر تھی، لیکن آپ کی تبلیغی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ یہاں ایک زبردست اخلاقی اور روحانی انقلاب برپا ہوا۔ گیارہویں اور بارھویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی سماجی (معاشرتی،اخلاقی) حالت حد درجہ تباہ تھی،ہر شخص ایک دوسرے سے برسرپیکار تھا چھوت چھات نے نے مدنی زندگی کے سارے سرچشمے مسموم کر دیئے تھے،زندگی کی ساری

لذتیں اونچی ذات کے لوگوں کے لیے مخصوص تھیں غریب عوام بہت سے مصائب میں مبتلا تھے، حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے چھوت چھات کے اس ماحول میں اسلام کا "نظریہ توحید" عملی حیثیت سے پیش کیا اور بتادیا کہ یہ صرف ایک تصوراتی چیز نہیں ہے، بلکہ زندگی کا ایک ایسا اصول ہے جس کو تسلیم کر لینے کے بعد ذات پات کی سب تفریق بے معنی ہو جاتی ہے یہ ایک زبردست دینی اور سماجی انقلاب کا اعلان تھا، ہندوستان کے بسنے والے ہزاروں مظلوم انسان اس علان کو سن کر دوبارہ زندگی کا کیف و سرور محسوس کرنے لگے اور انہوں نے اخلاقی انقلاب برپا کیا"۔[8]

خواجہ معین الدین چشتی کی تبلیغی و اصلاحی کاوشیں :

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی تبلیغی کاوشوں کا عرصہ پچاس برس ہے، ہندوستان میں تبلیغی نظام کی بنیاد رکھی، یہاں پر آپ کی آمد کا مقصد ہی یہ تھا کہ اللہ کے دین کو اس ملک میں پھیلائیں۔

اجمیر اشاعت اسلام کا مرکز:

اسی وجہ سے آپ نے اجمیر کو مستقر بنایا جو سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اس وقت ساری دنیا ہنود کا مرکز تھا، کفر و شرک کے اس مرکز میں چند سالوں کے اندر اندر حضرت کی تبلیغی مساعی کی بدولت قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں، بت خانے ویران ہوگئے اور اجمیر اشاعت اسلام کا مرکز بن گیا"۔[9]

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی تبلیغ اور تعلیم کی وجہ سے لوگ مسلمان ہونے لگے، آپ کی رشد و ہدایت سے کفر کا اندھیرہ دور ہونے لگا گمراہیاں ختم ہونے لگیں، اونچ نیچ اور ذات پات کی تفریق اور تمیز سے انسانوں کو نجات ملنے لگی اور انسان اپنے شرف اور شان احترام انسانیت سے روشناس ہوا ہندوستان اسلام کے نور سے منور ہوا۔

لوگوں کے عقائد کی درستگی پر زور:

خواجہ معین الدین چشتی نے لوگوں کے عقائد کی درستگی پر زور دیا، ادئیگی عبادات کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ معالات زندگی کی بھی اصلاح کی لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ فرائض و نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اخلاق کی درستگی کی کتنی اہمیت ہے؟[10]

شریعت کی پابندی:

روزہ کی کثرت، تہجد کی پابندی، گفتگو کھانے سونے کو کم کرنا وجو کی پابندی، ترک غفلت لازمی باتیں ہیں، ان میں سالک کامل تب ہو سکتا ہے اگر شریعت کا پابند ہو آپ فرماتے ہیں کہ:

شریت پر چلنے والے ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور تمام فرمان بجالاتے ہیں، جب طریقیت میں کامل ہو جاتے ہیں تو معرفت کو پہنچتے ہیں تو شناخت کا مقام آجاتا ہے جب اس مقام میں ثابت قدم ہو جاتے ہیں تو درجہ حقیقت کو پہنچ جاتے ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر جو کچھ طلب کرتے ہیں پالیتے ہیں[11]

سالک شریعت کی پابندی کے بعد ہی دوسرے مقام یعنی طریقیت پر پہنچ سکتا ہے طریقیت کی راہ میں

صحبت صالح:

اسی طرح لوگوں کو یہ تعلیم دیتے کہ تم لوگ کس طرح اچھے انسان بن سکتے ہو اور خود کو برا بنانے سے اور برا بننے سے کیسے بچاسکتے ہو کہ تم معاشرے میں نیک بن جاؤ۔ اس حوالے سے آپ اپنے مریدین سے فرماتے ہیں کہ: "نیک صحبت اختیار کرو، اس لئے کہ نیک صحبت اپنے اندر ایک اثر رکھتی ہے[12] اگر برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو امید ہے کہ وہ نیک بن جائے گا اور نیک شخص اگر بروں کی صحبت میں بیٹھے گا تو بدہو جائے گا، اور جس نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ صحبت سے حاصل کیا ہے اور اسے جو نعمت ملی ہے وہ اس کو نیکیوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔[13]

طہارت نفس:

طہارت نفس پر بہت زور دیا ہے آپ فرماتے ہیں

صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کدورت سے آزاد ہوں، دنیا اور حب جاہ سے صاف ہوں، جب ان میں یہ اوصاف پائے جائیں گے تو وہ اعلیٰ درجہ کے پائیں گے[14]

صالح اور صحت مند معاشرہ کا وجود:

ایک صالح اور صحت مند معاشرہ وجود میں آیا، آپ نے اسلام کے نظریہ توحید کو عملی شکل میں پیش کیا اور اسی وجہ سے ایک زبردست دینی، سماجی، اوور اخلاقی انقلاب رونماء ہوا، لوگوں کو خود شناسی اور خداشناسی کا عرفان حاصل ہوا اور بداخلاقی کا تاریک دور کا خاتمہ ہوا نیز اس معاشرتی نظام پر کاری ضرب لگی جس کی بنیاد انسانیت سوز روایات حیاسوزی انسانی قربانی اور طبقاتی تقسیم پر رکھی ہوئی تھی"۔[15]

آپ کا فیض تھا کہ ہندوستان کے اس بگڑے ہوئے معاشرے کی جو کفر وضلالت کا مسکن تھا جہاں حقوق انسانی افراط و تفریط کا شکار تھے وہاں ایک ایسی تبدیلی آئی جس نے معاشرے کی کایا پلٹ دی اور اس معاشرے کی اخلاقی صورتحال میں نمایاں تبدیلی کو محسوس کیا گیا اور وہاں کے باسی امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگیاں بسر کرنے لگے، نیز آپ کی اس تبلیغی جدوجہد کی بدولت ہندوستان میں اسلام کی جڑیں آپ نے مظبوط کیں۔

"حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے وجود مسعود سے ہندوستان کے بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم نصیب ہوئی اور ہزاروں بھٹکے ہوؤں کو حقیقی منزل ملی اور لاتعداد افراد آپ کی فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے"۔[16] آپؒ نے ظلمت کدہ ہند میں تبلیغ حق کا کام نہایت باقاعدگی سے آگے بڑھایا اور برصغیر میں اسلام کی جڑیں مظبوط کیں، اسی وجہ سے بعض تذکرہ نگار آپ کو ہندوستان میں پہلا داعی لکھتے ہیں اور آپ کی تبلیغی مساعی کی بدولت ہندوستان میں ایک عظیم الشان روحانی وسماجی انقلاب نے جنم لیا۔

"آپؒ کی خانقاہ میں انسانی دلوں نے اس طرح راحت وسکون حاصل کیا جیسے کوئی تھکا ہارہ مسافر تمازت آفتاب سے خستہ جان ٹھنڈے اور سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر فرحت واطمینان کا سانس لیتا ہے آپ کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا، امیر غریب، عامی وعارف شہری ودیہاتی، بچے وبوڑھے سب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ان کا مقصد عوام کے ذریعے کوئی سیاسی انقلاب لانا نہ تھا بلکہ انسانی ہمدردی کی بناء پر بندگان خدا کی خدمت اور ان میں اخلاقی وروحانی انقلاب ہیدا کر کے اسلام کی اساسی اقدار کی حفاظت مقصود تھی"۔[17]

حسن سلوک کی ترغیب:

لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کی نہ صرف تلقین کی بلکہ اپنے عمل کے ساتھ اس مثالیں بھی پیش کی، دوسروں کے دکھ اور درد کو فورا محسوس کرتے تھے۔ "ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کہیں سے پا پیادہ تشریف لارہے تھے، راستے میں ایک عورت کو دیکھا کہ جمنا کے کنارے ایک کنوئیں سے پانی بھر رہی ہے، آپ نے پوچھا دریائے کا جمنا پانی کیوں نہیں بھرتی؟ اس نے کہا کہ حضور میرا گھر والا بڑا غریب ہے ہمارا خرچ مشکل سے پورا ہوتا ہے اور جمنا کا پانی بھوک بہت لگاتا ہے، آپ یہ سن کر بے چین ہوگئے، آنکھوں میں آنسوں لئے اپنی خانقاہ میں آئے اور خادم کو بلایا اور فرمایا "دیکھو غیاث پور میں فلاں عورت ہے اس کے گھر کا پتہ پوچھ کر بتاؤاور اس سے معلوم کرو کر کے ماہانہ دیا کرو، اسے کہہ دینا کہ آج سے وہ دریائے جمنا کا پانی پیا کرے"۔[18]

توکل:

توکل کی تلقین کرتے توکل حقیقت میں وہ ہے جو خلقت کی مدد کرے اور تکلیف کی شکایت نہ کرے[19]

محبت شفقت، اتفاق واتحاد:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ نیکی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ جس کا نفع صرف کرنے والے کی ذات کو پہنچے اور وہ نماز، روزہ حج اور تسبیح ہے دوسری نیکی وہ ہے جس کا فائدہ دوسروں کو پہنچے اور وہ

ہے محبت شفقت، اتفاق و اتحاد اور دوسروں کے حق میں مہربانی کرنا ہے، فرماتے ہیں کہ اس کا ثواب بے حساب ہے۔[20]

کھانا کھلانے کی ترغیب:

آپ فرماتے ہیں کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ جو شخص آئے، سلام کے بعد اس کے سامنے کھانا رکھنا چاہیے، اور پھر حکایات اور باتوں میں مشغول ہوں، اس کے بعد یہ بات زبان مبارک پر آئی کہ شروع کرو سلام سے پھر طعام، اور پھر کلام۔[21] آپ کی خانقاہ پر فقر و درویشی کے باوجود شاہانہ فیاضیوں کا دریا بہتا تھا، مطبخ میں روزانہ اتنا کھانا پکتا کہ تمام غرباء و مساکین سیر ہو جاتے۔

"معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ بھوک وافلاس ہے، ہر دور میں لوگ افلاس و غربت کا سامنا کرتے رہے،، ان کی بھوک مٹانا اور انہیں شکم سیر کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ اگر معاشرے میں کوئی بھوکا نہ رہے تو ایسے معاشرے میں جرائم بھی کافی حد تک کم ہو جاتے ہیں، بھوک ہی جرائم کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ خواجہ اجمیر لوگوں کو ترغیب دیتے کہ جو کوئی شخص لوگوں کی بھوک مٹاتا ہے اور انہیں کھانا کھلاتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیاں سات حجاب پیدا کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک تعالی بھوکے کو کھانا کھلانے والے کی ہزاروں حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور اسے دوزخ سے نجات ملتی ہے، اور بہشت اس کا مقدر ٹھرتی ہے اور جنت اس کا مقدر ٹھرتی ہے اور جنت میں اس کے لئے محل بنائے جاتے ہیں"۔[22]

ارشاد فرمایا: "خدا کے نزدیک اس سے بہتر کوئی اطاعت نہیں، پوچھا گیا وہ کونسی اطاعت ہے؟ فرمایا؛ عاجزوں کی فریاد رسی، حاجت مندوں کی حاجت بر آری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا اس سے بڑھ کر کوئی نیک کام نہیں ہے۔[23]

اللہ کا ولی:

خواجہ معین الدین چشتی اللہ کا ولی بننے کا نسخہ بیان فرماتے ہیں:

اللہ کی ایسی بندگی بجا لائے جو اس کے نزدیک تمام طاعتوں سے بہتر وافضل ہو، دریافت کیا گیا کہ وہ کون سی طاعت ہے فرمایا: مظلوموں اور عاجزوں کی فریاد کو سننا ضعیفوں اور بیماروں کی حاجت روائی کرنا اور بھوکوں کو کھانا کھلانا[24]

دلوں کی تسخیر:

درحقیقت ہندوستان میں اسلام کسی بادشاہ کی تلوار سے نہیں بلکہ اس روحانی شہنشاہ کے خلق محمدی ﷺ اور دلوں کو تسخیر کرنے والی ہدایات سے پھیلا ہے۔ آپ نے یہاں تشریف فرما ہو کر نہ صرف تبلیغ اسلام کی، بلکہ کئی لحاظ سے ہندوستان میں ایک انقلاب عظیم برپا کیا، آپ کے تشریف لانے کے بعد ہندوستان، وہ تاریک ہندوستان نہ رہا جو آپؒ کی تشریف آوری سے پہلے تھا، آپ کے فیض صحبت سے اس کی بد قسمتی، خوش قسمتی میں بدل گئی، اخلاقیات کا منتشر شیرازہ مجتمع ہوا، لوگوں میں رواداری، حلم، تواضع، انکساری، ملنساری، نرمی، خلوص، پاکبازی، غم گساری اور خیر خواہی کے جذبات ترقی پذیر ہوئے۔[25]

عوام الناس اور سلاطین کی اصلاح:

ہندوستان کی خوش قسمتی ہے کہ اسے ایک جامع اور ہمہ صفت شخصیت میسر آئی، جو کبھی بطور مصلح انسانیت کو اعمال حسنہ سے سنوارتی ہوئی نظر آتی ہے اور کبھی بطور مبلغ ہزاروں افراد کو اسلام کی سچائی کی دولت سے مشرف کرتے نظر آتی ہے اور کبھی ایک مشفق رہبر کے طور پر بلا تفریق تمام مذاہب سے وابستہ لوگوں کی دستگیری کرتے رونما ہوتی ہے اور کبھی سلاطین کی راہنمائی کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے غرض کہ وہ آفتاب کی مانند معاشرے کے ہر طبقے کو اپنی روشنی سے منور اور تاباں کرتی رہی ہے اور کر رہی ہے۔[26]

اعمال واخلاق کی اصلاح:

آپ لوگوں کے اعمال واخلاق کی اصلاح، قرآنی اور تعلیمات نبوی ﷺ اور بزرگان دین کے اقوال وافعال کے ذریعے کرتے تھے، لوگوں کو قرآن حکیم کی آیات سناتے اور احادیث نبویہ کے معارف سمجھاتے، یوں حاظرین میں ہر شخص اپنے اپنے حالات کے مطابق مستفیض ہوتا آپ اپنی مجالس کے ذریعے لوگوں کو شریعت، طریقیت اور معرفت کی طرف توجہ دلاتے، ادائیگی فرائض کی طرف متوجہ کرتے، فرائض و سنن، ریاضت و مجاہدہ، طہارت واخلاص، صدق وصفاء، خوف و خشیت الٰہی اور امور حسنہ کی طرف توجہ دلاتے۔[27]

معاشرتی اصلاح پر زور:

معاشرتی اصلاح کی سب سے زیادہ نمایاں بات یہ ہے کہ لوگوں کا وجود ایک دوسرے کے لیے نفع رساں ہو، کوئی کسی دوسرے کو خوامخواہ اذیت نہ دے اور کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے، اس لئے آپ زیر تربیت اور عام

لوگوں کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ دوسروں کو ستایا نہ کرو دوسروں کو ستانا اور نقصان پہچانا گناہ ہے، اس لئے آپؒ فرماتے ہیں کہ اہل سلوک کے نزدیک دوسرے مسلمانوں کو بلا وجہ ستانا اور نقصان پہنچانا گناہ ہے اور رب العزت نے قرآن حکیم میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اور رب العزت نے قرآن حکیم میں اس سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا:

"اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ خطا کی تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیا۔"[28]

"حضرت خواجہ اجمیریؒ نے معاشرتی اصلاح کے حوالے سے وہ کردار ادا کیا ہے جس کے اثرات آج بھی برصغیر پاک وہند میں نہ صرف محسوس کیے جاسکتے ہیں بلکہ واضح طور پر دیکھے بھی جاسکتے ہیں، آپ نے اپنی اصلاحی کاوشوں کو جس تندہی اور جانفشانی سے شب وروز ایک کرکے ادا کیا یہی آپ کے رہبر اور مصلح ہونے کی دلیل ہے، برصغیر پاک وہند کے معاشرے کو کلی اصلاح سے نوازا، ہر طرح کا معاشرتی بگاڑ جو معاشرے کے لئے تباہ کن تھا اس کا خاتمہ حکمت و فراست سے کیا ہے اور اعلی انسانی روایات اور اقدار کو معاشرے میں فروغ دیا"۔[29]

"دوسرے لوگوں کو ستانا، یہ عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے اور اس ضمن میں آپ کی حکایت بھی بیان کرتے ہیں کہ کسی زمانے میں ایک بادشاہ نے اپنی رعایا پر ظلم وستم کا سلسلہ شروع کیا وہ بلا وجہ بندگان خدا کو ہلاک کرتا اور ان کو ستاتا تھا، ایک مدت کے بعد لوگوں نے اسے بغداد کی مسجد کے باہر کھڑے اس کے بال پراگندہ اور خاک آلودہ تھے، تمام شان وشوکت ختم ہو گئی تھی، ایک شخص نے اسے پہچان کر دریافت کیا تو وہی بادشاہ ہے جو لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا؟ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا تو نے مجھے کیسے پہچانا؟ اس نے کہا میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا اور تو خدا کے بندوں کو معاف نہیں کرتا تھا، ظلم وتعدی کا سلسلہ دراز کیا کرتا تھا، اس نے کہا ہاں، ان ایام میں، میں نے بلا وجہ لوگوں کو رنج پہنچایا تھا۔ مخلوق پر جو ظلم وستم کیے تھے ان کی سزا بھگت رہا ہوں"۔[30]

اللہ رب العزت نے حضرت خواجہ اجمیریؒ کو دین کا وہ فہم دیا تھا جو لوگوں تک پہنچتا تو وہ بڑے والہانہ انداز میں دین کی تعلیمات کی طرف راغب ہو جاتے باری تعالی نے یہ آپؒ ہی کو توفیق عطا فرمائی کہ اطاعت خالق اور خدمت خلق کو لازم وملزوم ٹھہراتے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدمت خلق کو اطاعت الٰہی گردانتے۔

خلاصہ کلام:

- آپ نے یہاں تشریف فرما ہو کر نہ صرف تبلیغ اسلام کی، بلکہ کئی لحاظ سے ہندوستان میں ایک انقلاب عظیم برپا کیا
- آپ کے تشریف لانے کے بعد ہندوستان، وہ تاریک ہندوستان نہ رہا جو آپؒ کی تشریف آوری سے پہلے تھا۔

- آپ کے فیض صحبت افراد آغوش اسلام نظر آنے لگے، مساجد تعمیر ہوئیں، بتکدوں میں جانے والے مساجد میں آنے لگے، ناقوس کی بجائے اذان دینے لگے۔
- بتوں کو چھوڑ کر خدا کا کلمہ پڑھنے لگے، گمراہ لوگ شریعت محمدی ﷺ کی راہ پر آ گئے، بتوں کے سامنے سر جھکانے والے لوگ خدا کے سامنے سر بسجود ہوئے۔
- خواجہ اجمیر کی اصلاحی خدمات کے اثرات یہیں ختم نہیں ہوتے۔ بلکہ آپ کی تعلیمات وہدایات کے زیر اثر ہندوستان کے تمدن و معاشرت کی کایا پلٹ گئی، لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی واقع ہوئی، قانون اسلامی کے تحت بیوہ کی دوسری شادی جائز قرار پائی، دختر فروشی بری سمجھی جانے لگی، مستورات نے پردہ اختیار کیا، امیرانہ زندگیاں سادگی میں تبدیل ہوئیں۔ تخت نشیں مائل بہ فقیری ہوئے، لوگ کسب حلال سے روزی کمانے لگے۔
- علوم اسلامیہ کا چرچہ ہوا، اخلاقیات کا منتشر شیرازہ مجتمع ہوا، لوگوں میں رواداری، حلم، تواضع، انکساری، ملنساری، نرمی، خلوص، پاکبازی، غم گساری اور خیر خواہی کے جذبات ترقی پذیر ہوئے۔

حواشی

[1] ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر، نظریہ پاکستان اور ہمارے اولیائے کرام، مجلہ معارف اولیاء، جلد 10، شمارہ 3، 2مرکز معارف اولیاء، محکمہ اوقاف ومذہبی امور حکومت پنجاب، 2012ء، ص 191

[2] آب کوثر، ص 191، 190

[3] مولوی عبد الحق، ڈاکٹر، اردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیاء کرام کا حصہ، انجمن ترقی اردو نئی دہلی، 1991ء، ص 3

[4] شرقپوری، محمد امین، تذکرہ اولیاء چشت، اشرف پریس لاہور، س ن، ص 24

[5] بزم صوفیہ، ص 53

[6] جمالی، حامد بن فضل اللہ، سیر العارفین، طبع، مطبوعہ رضوی دہلی، 1311ھ، ص 260

[7] کاظمی، آفاق، سید، ڈاکٹر، سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، مکتبہ جمال لاہور، 2014، ص 28

[8] نظامی، خلیق احمد، تاریخ مشائخ چشت، ندوۃ المصنفین، دہلی، 1553ء، ص 200، 202

[9] طالب ہاشمی، تذکرہ خواجہ اجمیری، سلطان الہند معین الدین چشتی، شعاع ادب لاہور، ص، 154

[10] ایضاً، ص 140

[11] بختیار کاکی، قطب الدین، خواجہ: دلیل العارفین (ملفوظات، حضرت خواجہ معین الدین چشتی) ص ۸، مطبع نامی منشی نول (س ن)

[12] ایضاً، ص140

[13] ایضاً، ص147

[14] ندوی، عبد الباری، مولانا، تجدید تصوف و سلوک، ص۲۸۸، لاہور، المکتبہ الاشرافیہ، ۱۹۴۹، ص۲۸۸

[15] عبد المجید سندھی، ڈاکٹر، پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور 1994ء، ص225

[16] عادل، محمد الیاس، رسول اللہ ﷺ کے سفیر، مشتاق بک کارنر، لاہور، 1999ء، ص49

[17] تاریخ مشائخ چشت، ص173

[18] حسینی، محمد اکبر، جوامع الکلام، (ملفوظات سید محمد نواز گیسو دراز) ترجمہ، کپتان واحد بخش سیال بزم اتحاد المسلمین لاہور 1356ھ، ص102

[19] سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، ص58

[20] سجزی، امیر حسن علاء، فوائد الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء)، مترجم: خواجہ حسن نظامی، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، 2005ء، ص172

[21] فوائد الفوائد (ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء)، ص270، 271

[22] کاکی، قطب الدین بختیار، خواجہ، دلیل العارفین، مترجم: حکیم مطیع الرحمن قریشی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 1999ء، ص11

[23] ایضاً، ص139

[24] کرمانی، محمد بن مبارک، سیر الاولیا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۷۸، ص۵۶

[25] اجمیری، خادم حسین شاہ، میعین الاروح، اسماء پبلی کیشنز، اجمیر شریف، ہندوستان، 2004ء، ص202، 205

[26] اجمیری، خادم حسین شاہ، میعین الاروح، اسماء پبلی کیشنز، اجمیر شریف، ہندوستان، 2004ء، ص202، 205

[27] اعظمی، محمد اصم، ڈاکٹر، گوشہ خواجہ غریب نواز، شمس العلوم مارہرہ شریف، گھوسی، س۔ن، ص 371

[28] الاحزاب 57:33

[29] محمد انوار نعیم، ڈاکٹر، معاشرتی اصلاح میں خواجہ اجمیر کی خدمات، مجلہ معارف اولیاء، مرکز معارف اولیاء محکمہ اوقاف و مذہبی امور، پنجاب، جلد 12، شمارہ 2، اپریل تا جون 2014ء، ص37

[30] معین الارواح، ص135